اسلام کے نام پر

روح اسلام

کو مٹانے کی

شیطانی سازشیں

تالیف

حضرت مولانا سید مفتی مختار الدین صاحب مدظلہ کربوغہ شریف

خلیفہ مجاز برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی

نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ





نام کتاب.................روح اسلام

مصنف.................حضرت مولانا مفتی سید مختار الدین شاہ صاحب مدظلہ

طبع.................دوم مارچ 2008ء

باہتمام.................دارالایمان راولپنڈی

قیمت.................40

ملنے کے پتے

۱۔دارالایمان نزد مسجد صدیق اکبر اللہ آباد ویسٹریج 3 راولپنڈی

051-8004730 —— 0321-2032856

۲۔مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

۳۔جامعہ زکریا دارالایمان کربوغہ شریف ضلع ہنگو 0925-662313

۴۔جامع مسجد مومن، صاحبزادہ گل روڈ باڑہ سٹاپ صدر پشاور

0300-5980769

۵۔ادارہ اسلامیات انارکلی اردو بازار لاہور

۶۔مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور

۷۔مکتبۃ السلام اعظم مارکیٹ کمیٹی چوک راولپنڈی 0333-5178392

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	مسلمانوں کی اصل اور سب سے بڑی قوت	3
2	شیطان اور اس کے چیلوں کا اصل نشانہ	3
3	شیطان اور اس کے چیلوں کا طریقہ کار	3
4	نبی کریم ﷺ کی محبت ختم کرنے کا طریقہ	3
5	صحابہ کرامؓ کے بارے میں شیطان کا طریقہ واردات	5
6	اسلام کے ارکان اور احکامات کو کھلونا بنانے کی کوشش	6
7	حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	7
8	کس کی حدیث زیادہ صحیح ہو سکتی ہے	8
9	حضرت امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں جلیل القدر محدثین	9
10	حضرت امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں جلیل القدر مجتہدین اور فقہاء	9
11	حضرت امام اعظمؒ کے متعلق ایک پیشنگوئی	10
12	حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	11
13	حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پیشنگوئی	11
14	حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہم اللہ	12
15	ائمہ اربعہ کی تعلیمات اور کتابوں میں دین اسلام محفوظ ہے	12
16	شیطان ائمہ اربعہ کے پیچھے کیوں لگا ہوا ہے؟	13
17	اہلِ حدیث یعنی غیر مقلدوں کا جائزہ	14

18	اہلِ حدیث یعنی غیر مقلدوں کی دھوکہ بازیاں	14
19	جماعۃ المسلمین یعنی مسعودی فرقہ	15
20	کیا جو اپنے آپ کو سنی حنفی کہے وہ غیر مسلم ہو گیا؟	15
21	نسبتی نام	15
22	غیر مقلدین کے جھوٹے پروپیگنڈے	16
23	تقلیدِ شخصی	17
24	ائمہ اربعہ کی خصوصیت	18
25	کیا تقلید شرک ہے؟	18
26	یادِ الٰہی سے غافل کرنے کے بارے میں شیطانی چالیں	19
27	عقیدت و محبت کے نام پر شرک	19
28	ذکرِ الٰہی سے غفلت میں ڈالنے کی ایک اور پرفریب شیطانی چال	20
29	ذکرِ جہر غیر مفرط سے روکنا	21
30	حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء	22
31	مجالسِ ذکر اور ان کے فوائد	22
32	مجالس ذکر کے مراکز (خانقاہیں) اور اسلامی تاریخ کی گواہی	22
33	مجالسِ ذکر کو ختم کرنے کیلئے شیطانی سازشیں	23
34	ذکرِ جہری اور مجالسِ ذکر جہری کے چند دلائل	23
35	ذکرِ جہری اور مجالس ذکر جہری کے بارے میں علماء اسلام کی آراء	26
36	بعض لوگوں پر افسوس	28
37	درخواست	30

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں کی اصل اور سب سے بڑی قوت

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد، مسلمانوں کی اصل اور سب سے بڑی قوت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی شدید محبت وخشیت اور اس کی یاد ہو اور اس کے رسول نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت ہو جب تک مسلمانوں کے اندر یہ قوت پوری طرح موجود رہی مسلمانوں کے اجتماعی وجود اور جسد کا شیرازہ محفوظ اور بندھا رہا اور جب سے اس قوت میں فتور آ گیا تو مسلمانوں کا شیرازہ بکھرتا چلا گیا۔ اسی وجہ سے قرآن وحدیث نے ان اسباب پر بہت زور دیا ہے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عشق ومحبت اور اس کی یاد اور اس کے رسول نبی کریم ﷺ سے محبت میں ترقی ہوا کرتی ہے۔

شیطان اور اس کے چیلوں کا اصل نشانہ

اس لئے شیطان اور اس کے چیلوں یہود وہنود اور دشمنانِ اسلام کا اصل نشانہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی اسی قوت کو ختم کر دیا جائے تا کہ مسلمانوں کا اجتماعی وجود وجسد بے جان ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے۔

شیطان اور اسکے چیلوں کا طریقۂ کار

ان شیطانوں کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ اس قوت کو ختم کرنے کیلئے ان اسباب ہی کو ختم کرنا چاہتے ہیں جن کی وجہ سے یہ قوت پیدا ہوتی ہے اور اس میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی محبت ختم کرنے کا طریقہ

وہ نبی کریم ﷺ کی محبت کو ختم کرنے کیلئے مندرجہ ذیل امور کو اختیار کرتے ہیں۔

۱.........وہ عوام میں یہ پرچار کرتے ہیں کہ العیاذ باللہ نبی کریم ﷺ کی حیثیت صرف ایک ذہین لیڈر کی تھی اور وہ صرف ایک پیغام رسان تھے جیسا کہ خط پہنچانے والا ہوتا ہے اور آپ ﷺ کی اتباع صرف آپ ﷺ کے عہد تک محدود کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید کے نام پر خود قرآن وحدیث کا انکار کرتے ہیں۔

۲.........شیطان کے بعض چیلے وہ ہوتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی واقعی خصوصیات اور خداداد کمالات اور معجزات کا انکار کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی واقعی مدح کے بیان سے جز بز ہوتے ہیں اور وہ نبی کریم ﷺ کی شان میں ایسے الفاظ بکتے ہیں جو وہ اپنے لیڈروں اور اپنے بڑوں کے بارے میں بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو توحید کے نام پر توہین انبیاء علیہم السلام خصوصاً نبی کریم ﷺ کی توہین کرتے ہیں ان کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کا بغض چھپا ہوا ہوتا ہے اور ان کے ہم نشین کا دل نبی کریم ﷺ کی محبت سے خالی ہو جاتا ہے۔

۳.........شیطان اور اس کے چیلوں کا ایک اہم کام یہ ہوتا ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ (جو نبی کریم ﷺ کے بلا واسطہ شاگرد اور آپ ﷺ کے ساتھی ہیں) کو بدنام کرتے ہیں اور اس طرح وہ نبی کریم ﷺ کی تربیت پر نکتہ چینی کرتے ہیں ان کا اصل بغض نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتا ہے لیکن وہ اپنے اس بغض کو صحابہ کرام کے ساتھ بغض رکھنے میں ظاہر کرتے ہیں۔ (تفصیل کیلئے مشکوٰۃ: ص ۵۵۴)۔

۴.........بعض لوگوں کی زبانیں نبی کریم ﷺ کے بارے میں بے لگام ہوا کرتی ہیں اور آپ ﷺ کے بارے میں بے باکانہ الفاظ بکتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی اس تنبیہ سے سبق لینا چاہئے جس میں نبی کریم ﷺ کی شان میں ذرہ برابر گستاخی و بے ادبی کو حبط اعمال (جو کہ کافروں اور مشرکین کیلئے ہوتا ہے) کی وعید سنائی گئی ہے۔ کہ ان کو پتہ بھی نہ ہوگا اور ان کے اعمال برباد ہوں گے۔ (حجرات: ۲)۔

۵.........بعض لوگ نبی کریم ﷺ کی چھوڑی ہوئی نشانیوں اور تبرکات کا مذاق اڑاتے ہیں حالانکہ ان چیزوں کو دیکھ کر دلوں کے اندر عشق کی دبی ہوئی چنگاری بھڑک اُٹھتی ہے اور آپ ﷺ کی یہی محبت اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نصرتوں کے نزول کا سبب بنتی ہے اس لئے قرآن مجید نے بھی اس کو اہمیت دی ہے اور مناسک حج انہی مقامات میں ادا کیے جاتے ہیں جو ہمارے اسلاف اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے اہلِ

بیت کی قربانیوں کی یادگاریں ہیں اور صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی پہنی ہوئی چیزوں اور آپ ﷺ کے ناخن اور موئے مبارک کو محفوظ کرتے تھے اور وہ ان کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب رکھتے تھے اور صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے موئے مبارک کو پانی میں ہلا کر اور آپ ﷺ کے جبہ کو دھو کر اپنے مریضوں کو پلاتے تھے اور وہ آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کو اپنے عطروں میں ملاتے تھے (بقرہ: ۱۲۵-۲۴۸، بخاری کتاب الوضوء بخاری و مسلم کتاب الحج وغیرہ)۔

۶ .... درود شریف جس کا حکم قرآن مجید میں بہت تاکید کے ساتھ بیان ہوا ہے اور صحیح حدیثوں میں اس کے بہت سے دنیوی و اُخروی فوائد بیان ہوئے ہیں اور اس کو ایک بار پڑھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس بار درود و سلام نازل ہونے اور اللہ تعالیٰ کی دس رحمتوں کے نزول اور دس درجات بلند ہونے اور دس گناہوں کی معافی و بخشش وغیرہ کا سبب بتایا ہے۔ درود شریف میں توحید باری تعالیٰ کا درس اور اس کا اظہار ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور عنایتوں کے محتاج ہیں اس کے سبب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تعلق بڑھ جاتا ہے غرض درود شریف کے بہت سے فوائد ہیں لیکن اس کے باوجود بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے عوام کے دلوں میں درود شریف کی اہمیت کو گھٹاتے ہیں بلا شبہ نبی کریم ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں وہی شخص کر سکتا ہے اور وہی نبی کریم ﷺ پر دل سے درود شریف پڑھ سکتا ہے جس کا نبی کریم ﷺ کی ابدی نبوت و رسالت پر ایمان ہو اور جو دین اسلام اور اس کے پیغمبر نبی کریم ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت رکھتا ہو اور منافق ہمیشہ نبی کریم ﷺ کی محبت اور ان پر درود شریف سے بیزار اور متنفر رہے گا اس لئے اللہ تعالیٰ نے درود شریف کا حکم صرف مومنوں اور صاحب ایمان لوگوں کو (**یا ایها الذین اٰمنو صلوا علیه وسلموا تسلیما**) کے الفاظ سے دیا ہے (الاحزاب)۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں شیطان کا طریقۂ واردات

صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیت کی محبت وعقیدت کو ختم کرنے کیلئے شیطان کا ایک طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کے واضح نصوص اور نبی کریم ﷺ کے واضح ارشادات اور صحیح روایات کو نظر انداز کر کے دشمنانِ اسلام کی لکھی ہوئی یا ان سے نقل کی ہوئی یا ان کی ملائی ہوئی من

گھڑت افسانوں اور روایتوں کا سہارا لے کر صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیت کو تنقیدات کا نشانہ بناتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید اور احادیث ہم کو صحابہ کرامؓ کے متفقہ مسائل میں اتباع اور پیروی کا حکم دیتے ہیں اور جو ان کے اجتماعی و اتفاقی مسائل سے روگردانی کرتا ہے اس کو منافق اور نبی کریم ﷺ کا مخالف قرار دے کر اس کو جہنم کی وعید سناتے ہیں (النساء:۱۱۵)۔

صحابہ کرامؓ اور اہل بیت کرام کی محبت وعقیدت کو ختم کرنے اور نبی کریم ﷺ کی تیار کردہ پوری جماعت سے اعتماد ہٹانے کیلئے شیطان دو پارٹیاں بناتا ہے اور وہ صحابہ کرامؓ کے درمیان بھی دو الگ الگ جماعتیں بناتا ہے کہ ایک صحابہ کرامؓ کی جماعت دوسری اہلِ بیت کی جماعت۔ پھر دونوں جماعتوں کو ایک دوسرے کے مقابل ومخالف باور کراتا ہے تو ایک جماعت صحابہ کرامؓ کی عقیدت ومحبت کے نام پر اہل بیت کرام پر نکتہ چینی کرتی ہے اور ان کو اپنے سب و شتم، طعن وتنقیدات کا نشانہ بناتی ہے اور دوسری جماعت اہلِ بیت کرام کی محبت وعقیدت کی آڑ لے کر صحابہ کرامؓ کو اپنے سب وشتم، لعن وطعن اور تنقیدات کا نشانہ بناتی ہے۔ دشمنان اسلام یہود وہنود اور شیطان کے چیلوں کی اس طرح کی سازشوں کی پوری تفصیل کو راقم الحروف کی کتاب عقیدہ وعقیدت اور جواہر الاسلام کے باب اللہ تعالیٰ کی محبت اور باب حب الرسول ﷺ اور باب صحابہؓ میں پڑھ لیجئے۔

اسلام کے ارکان اور احکامات کو کھلونا بنانے کی کوشش

شیطان کی پوری کوشش یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کی روح کا خاتمہ کرے وہ جس طرح اس کے خاتمے کیلئے صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیت خصوصاً جن حضرات کے واسطہ سے قرآن مجید محفوظ ہوا ہے ان پر سے اعتماد اُٹھانے کیلئے سخت بھاگ دوڑ کرتا ہے کیونکہ جب اس مقدس جماعت اور نبی کریم ﷺ کے بلاواسطہ شاگردوں سے اعتماد اُٹھ جائے تو خود بخود قرآن مجید پر سے بھی اعتماد اٹھ جائے گا جو ان مقدس ہستیوں کی وساطت سے مل گیا ہے اسی طرح شیطان کی کوشش یہ بھی ہے کہ ان صحابہ کرامؓ کے شاگردوں اور ان کے ان شاگردوں سے بھی اعتماد اُٹھائے جن کے ذریعے باقی امت کو دین اسلام کے احکامات وہدایات کی تشریح اور عملی طریقے ملے ہیں کیونکہ ان پر سے اعتماد اُٹھ جانے کے بعد ہر کوئی احکام الٰہی میں من مانی شروع کرے گا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام کے ارکان اور احکام الٰہی لوگوں کے درمیان کھلونا بن کر رہ جائیں گے اور لوگ دین اسلام کے بجائے من مانے طریقوں پر اسلام کا لیبل لگا کر عوام میں پھیلائیں گے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ابوحنیفہ کوفہ میں پیدا ہوئے اور عہد صحابہؓ اور تابعین کے دور میں کوفہ علم و ہدایت اور علم فقہ کا سب سے بڑا مرکز اور مخزن تھا۔ یہ شہر حضرت عمر فاروقؓ نے آباد کیا تھا۔ چونکہ یہ نومسلم افراد کا مسکن تھا اس لئے حضرت عمر فاروقؓ نے اس میں تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی تھی اور اس میں صحابہ کرامؓ کی بڑی تعداد کو بسایا تھا یہاں تک کہ صحابہؓ میں سب سے فقیہ صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو وہاں معلم بنا کر بھیجا اور اہلِ کوفہ سے فرمایا کہ وہ آپ کی اقتداء کریں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آخری عمر تک کوفہ میں مقیم رہے اور اس شہر کو علم و حدیث اور علم فقہ سے بھر دیا اور یہاں آپ نے ایسے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت تیار کی جو دن رات علم کی تحصیل و تدریس میں مشغول رہتی تھی اور ان کی تربیت و تعلیم سے جو علماء تیار ہوئے ان کی تعداد علامہ زاہد الکوثریؒ نے نصب الرایہ کے مقدمہ میں چار ہزار بتلائی ہے پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علاوہ بھی بعض دوسرے فقہاء صحابہ وہیں آکر مقیم ہوگئے تھے جن میں سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ اور حضرت عبداللہ بن الحارث بن الجزءؓ بطور خاص قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ مزید سینکڑوں صحابہ کوفہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ کوفہ کو وطن بنانے والے صحابہ کرامؓ کی تعداد امام عجلیؒ نے پندرہ سو بتائی ہے اس تعداد میں وہ صحابہؓ شامل نہیں ہیں جو عارضی طور پر کوفہ آئے اور پھر کہیں اور جگہ منتقل ہوگئے ظاہر ہے کہ صحابہؓ کی اتنی بڑی تعداد کی موجودگی میں اس شہر میں علم و فضل کا کیا چرچا ہوا ہوگا۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا تو وہاں علم و فضل کا چرچا دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن مسعودؓ پر رحم فرمائے انہوں نے تو اس شہر کو علم سے بھر دیا ہے اور حضرت علیؓ کی تشریف آوری کے بعد کوفہ کی علمی ترقی اور شہرت میں اور اضافہ ہوا کیونکہ وہ خود جلیل القدر صحابہ کرام میں سے ہیں جب حضرت ابن مسعودؓ کے ساتھ حضرت علیؓ بھی مل گئے تو اس سے کوفہ کا علمی مقام تمام شہروں سے بلند تر ہوگیا کیونکہ یہی دو حضرات صحابہ کرام کے علوم کا خلاصہ تھے ان کی محنتوں اور کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ کوفہ کے گھر گھر میں علم و حدیث کے چرچے تھے اور محلہ محلہ علم و حدیث کی درس گاہ بن چکا تھا اور حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اس علمی اور فقہی مرکز میں پرورش پائی اور یہاں کے شیوخ سے علم حاصل کیا آپ کے خاص استادوں میں وہ حضرات بھی شامل ہیں جنہیں تابعین کے دور میں علم کا ستون سمجھا جاتا تھا۔ جن میں سے ایک حضرت عامر بن شراجیل شعبیؒ ہیں۔ حضرت عامر شعبیؒ نے پانچ سو صحابہ سے علمِ

حدیث حاصل کیا۔ان کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ غزوات میں شامل رہا ہوں۔لیکن شعبیؒ کو غزوات کا مجھ سے زیادہ علم ہے۔

حضرت خطیب بغدادیؒ نے حضرت علی بن المدینیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علوم علقمہ، اسود، حارث، عمرو اور عبیدہ بن قیس پر ختم ہیں اور ان سب کے علوم دو آدمیوں میں جمع ہوئے ایک ابراہیم نخعی اور دوسرے عامر شعبیؒ یہ دونوں حضرات امام ابوحنیفہؒ کے اُستاد ہیں۔آپ کے دوسرے خصوصی استاد حضرت حماد بن سلیمانؒ ہیں یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علوم کے حافظ سمجھے جاتے ہیں۔انہوں نے حضرت انسؓ، حضرت زید بن وہب، سعید بن المسیب ،عکرمہ، ابووائل، ابراہیم نخعی اور عبداللہ بن بریدہ سے علوم حاصل کیے تھے اور ان کو باتفاق حدیث اور فقہ کا امام مانا گیا ہے۔

حضرت امام صاحبؒ کے تیسرے خاص استاد ابو اسحاق سبیعیؒ ہیں جنہوں نے اڑتیس صحابہ کرام سے علم حاصل کیا اور ابو داؤد طیالسیؒ کے قول کے مطابق وہ اعلم الناس بحدیث ابن مسعودؓ و علیؓ ہیں ان کے علاوہ حضرت امامؒ اعظم کے استادوں میں ابراہیم نخعیؒ، قاسم بن محمدؒ، قتادہؒ، نافعؒ، طاؤس بن کیسانؒ، عطا بن ابی رباح، عمرو بن دینارؒ، حسن بصریؒ، امام شیبان سلیمان بن اعمش رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے جلیل القدر تابعین ائمہ فقہ و حدیث داخل ہیں۔

کس کی حدیث زیادہ صحیح ہوسکتی ہے:

مذکورہ بالا تفصیل کے بعد ناظرین کرام خود غور کریں اگر امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ وغیرہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے استادوں سے کئی واسطوں سے کوئی حدیث نقل کرتے ہوں۔وہ تو صحیح ہے اور حضرت امام اعظم صاحبؒ انہی حضرات سے بلاواسطہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات و تعلیمات کو محفوظ کر لیتے ہیں ان کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے بلاشبہ انصاف کی بات یہی ہے کہ حضرت امام اعظمؒ کی تعلیمات اور ان کی بتائی ہوئی اور محفوظ کی ہوئی حدیث و تعلیم زیادہ صحیح ہوسکتی ہے (تفصیل کیلئے دیکھئے درس ترمذی جلد اول اور علامہ شبلیؒ کی کتاب سیرۃ النعمان اور عقود الجمان وغیرہ)۔کیونکہ بخاری و مسلم وغیرہ میں واسطوں کی کثرت ہے پھر بعد کے راویوں کے سامنے روایت کا پورا منظر بھی موجود نہیں اس کے برعکس حضرت امام اعظمؒ کی روایتوں میں حضرات صحابہ کرامؓ اور آپ کے استادوں ابراہیم نخعی وغیرہ کے ایک یا دو واسطے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں جلیل القدر محدثین:

حضرت امام صاحبؒ کے شاگردوں میں بڑے بڑے ائمہ حدیث گذرے ہیں ان کے خصوصی شاگردوں میں عبداللہ بن مبارکؒ اور جرح وتعدیل کے مشہور امام یحیٰ بن سعید القطانؒ اور حضرت امام شافعیؒ کے استاد خاص وکیع بن الجراحؒ بھی شامل ہیں اس کے علاوہ مشہور محدثین میں سے مکی بن ابراہیم، یزید بن ہارون، حفص بن غیاث النخعیؒ یحیٰی بن زکریا بن ابی زائدہ، مسعر بن کدام، ابوعاصم النبیل، قاسم بن معنؒ علی بن المسہر فضل بن دکینؒ عبدالرزاق بن ھمامؒ جیسے جلیل القدر محدثین نے امام ابوحنیفہؒ کی شاگردی اختیار کی تھی (سیرت النعمان و درس ترمذی جلد اول)۔

حضرت امامؒ کے شاگردوں میں جلیل القدر مجتہدین اور فقہاء:

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں بہت سے جلیل القدر فقہاء و مجتہدین بھی داخل ہیں اور جو فقہاء اور مجتہدین آپ کے ساتھ تدوین فقہ میں شامل تھے ان کے نام یہ ہیں۔

...... قاضی امام ابو یوسفؒ تاریخ پیدائش ۱۳۳ھ یا ۱۱۷ھ تاریخ وفات ۱۸۲ھ۔

...... امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ تاریخ پیدائش ۱۳۵ھ تاریخ وفات ۱۸۹ھ جن کے خاص شاگردوں میں امام شافعیؒ بھی شامل ہیں اور امام شافعیؒ خود بھی امام محمدؒ کی نہایت عزت کرتے تھے حضرت امام شافعیؒ کا قول ہے کہ میں نے قرآن مجید کا عالم امام محمد سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔

...... امام زفرؒ تاریخ پیدائش ۱۱۰ھ اور وفات ۱۵۸ھ۔

...... قاسم بن معنؒ یہ حدیث اور فقہ دونوں میں ماہر اور باکمال تھے اور عربیت میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ فقہ عربیت دونوں کے امام ہیں۔ ان دونوں علموں میں آپ سے زیادہ وسیع کون ہے؟ فرمایا کہ واللہ امام ابوحنیفہؒ کی ایک تحریر کل فن عربیت پر بھاری ہے سن وفات ۱۷۵ھ

...... علی بن المسہرؒ سن وفات ۱۸۹ھ

...... عافیہ بن یزید

...... اسد بن عمرو سن وفات ۱۸۸ھ

...... امام حبان بن علی سن وفات ۱۷۲ھ

...... امام حبان کے بھائی امام مندل بن علی وفات ۱۹۷ھ

...... امام وکیع بن الجراح وفات ۱۹۷ھ یہ حضرت امام شافعیؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ کے استاد ہیں اور امام احمد بن حنبلؒ کو ان کی شاگردی پر فخر تھا تفصیل کیلئے دیکھئے (امام اعظم ابوحنیفہؒ اور سیرۃ النعمان)

حضرت امام صاحبؒ سے متعلق ایک پیشنگوئی:

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت ہی بڑا کام لیا کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے احکامات و تعلیمات کو محفوظ کرایا اور اپنے بندوں تک پہنچانے اور پھیلانے کیلئے بہترین صلاحیتوں والے شاگردوں کی ایک خاصی تعداد عنایت فرمائی اور آپ ہی نبی کریم ﷺ کی اس پیشنگوئی کے مصداق ہوسکتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ؛

حضرت سلیمان فارسیؓ اور دوسرے صحابہ کرام ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ جمعہ کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں جن میں صحابہ کرامؓ پر اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل واحسان کو دہرایا گیا ہے اور ان آیتوں میں ایسے لوگوں پر بھی اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل واحسان کو بیان کیا گیا ہے جو اب تک صحابہ کرامؓ کے ساتھ نہیں ملے تھے ان کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے؛ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم :اور دوسروں کے لئے بھی ان میں سے جو ابھی ان (صحابہ کرامؓ) میں شامل نہیں ہوئے (الجمعہ:۳)۔

آخرین یعنی دوسرے لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان آیتوں کے نزول کے وقت موجود نہیں تھے بلکہ بعد میں عنقریب صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اسلام لانے والوں کی صف میں شامل ہونے والے تھے یا پیدا ہونے والے تھے۔ آیت کے اسی ٹکڑے کے بارے میں صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کہ وہ کون لوگ ہیں جو ابھی آکر نہیں ملے؟ تو نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا کہ؛لو کان الایمان بالثریا لنا لہ رجال من ھو لاء :اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی ہوتا تو بلاشبہ اس کو ان (یعنی اہلِ فارس) میں سے کئی مرد حاصل کرتے (بخاری ومسلم)۔

بعض روایتوں میں ابناء فارس، یعنی اہلِ فارس کی تصریح بھی موجود ہے نیز بعض روایتوں میں ایمان کے بجائے دین اور علم مذکور ہے اور سب کا مطلب یہی ہے کہ فارس کے کئی مرد عنقریب پیدا ہونگے جو دین وعلم اور اس کی گہرائیوں کو پالیں گے اور اس کو محفوظ کریں گے اس میں اگرچہ بہت سے وہ اہلِ فارس شامل ہیں جو صحابہ کرامؓ کے دور میں پیدا ہوئے اور انہوں نے صحابہ کرامؓ کے پاس جو دینی علم تھا اس کو اپنے اندر سمیٹ لیا تھا (تفصیل کے لئے دیکھئے بخاری کتاب التفسیر و

مسلم کتاب الفضائل وموارد الظمآن ۵۷۴، مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی باب جامع المناقب)۔

لیکن اس حدیث کا اولین مصداق حضرت امام ابوحنیفہؒ ہی ہو سکتے ہیں کہ انہوں نے فارس کے ان جلیل القدر مجتہدین اور تابعین سے علم دین کو سیکھا اوراس کی سمجھ بوجھ حاصل کی جنہوں نے صحابہ کرامؓ خصوصاً حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اس کو حاصل کیا تھا اور یہ حضرت امام ابوحنیفہؒ ہی ہیں جنہوں نے دوڑ دھوپ کر کے ان حضرات سے علم اور دین کی سمجھ بوجھ حاصل کی اوراس کی گہرائیوں تک پہنچے اور آپ نے جو کچھ حاصل کیا ان سب کو اپنے شاگردوں کے ساتھ مل کر محفوظ کرلیا اور علم دین کے اس مستند اور محفوظ ترین سرمایہ اور ذخیرہ کو امتِ مسلمہ کے سامنے رکھ دیا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام مالکؒ ۹۳ھ میں علم حدیث وفقہ اور تقویٰ کے مرکز مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور وہیں رہے اور مدینہ منورہ میں ۱۸۹ھ میں وفات پا گئے اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں آپ کی قبر اب تک موجود ہے۔ حضرت امام مالکؒ مسجد نبوی کے امام تھے انہوں نے ان جلیل القدر تابعین سے علم حاصل کیا جو علم حدیث وفقہ کے امام تھے۔ ان کے استادوں میں امام زہریؒ ابو الاسودؒ، ایوب السختیانیؒ، یحیٰ بن سعید الانصاریؒ، ھشام بن عروۃؒ اور عامر بن عبداللہ بن زبیر وغیرہ شامل ہیں اور آپ کے شاگردوں میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ، یحیٰ بن یحیٰ النیسابوریؒ، یحیٰ بن یحیٰ اندلسیؒ، یحیٰ بن بکیرؒ، قتیبہؒ اور ابومصعب زبیری وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے جلیل القدر محدثین وفقہاء داخل ہیں (تفصیل کیلئے دیکھئے اوجز المسالک جلد اول وتذکرہ الحفاظ جلد اول)۔

حضرت امام مالکؒ کی مشہور ومعروف حدیث کی کتاب موطا امام مالک ہے جو کہ اب تک دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے اور صحیح بخاری سے پہلے یہی قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتاب سمجھی جاتی تھی۔

حضرت امام مالکؒ کے بارے میں پیشگوئی:

بلاشبہ حضرت امام مالکؒ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے اہلِ مدینہ کے جلیل القدر تابعین سے علوم حاصل کئے اور ان کے علوم بھی خیر القرون میں مدّون ہو چکے ہیں اور آپ کی فضیلت کیلئے ہم کو یہ حدیث اشارہ دیتی ہے۔

''وہ زمانہ قریب ہے جبکہ لوگ علم حاصل کرنے کیلئے اونٹوں کے جگر پھاڑ ڈالیں گے لیکن مدینہ کے عالم سے زیادہ بڑا عالم کسی کو نہیں پائیں گے''
(ترمذی مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثانی)

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام مالکؒ

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد حضرت امام ابو یوسف و حضرت امام محمدؒ چونکہ ایک ہی وقت کے مجتہدین ہیں اور حضرت امام شافعیؒ و حضرت امام احمد بن حنبلؒ ان کے شاگردوں کی فہرست میں آتے ہیں اگر تاریخ پر اور ان حضرات کے استادوں اور شاگردوں پر نظر دوڑائی جائے تو انہی چار اماموں کی فقہ میں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی سنت اور صحابہ کرامؓ سے حاصل شدہ علوم آچکے ہیں خصوصاً حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام مالکؒ دونوں خیر القرون کے وہ مجتہدین ہیں جن کے ہزاروں جلیل القدر فقہاء محدثین شاگرد اس خیر القرون میں پیدا ہوئے۔ اس لئے ان دونوں کے علوم اور فتاویٰ خیر القرون ہی میں مدون ہو چکے تھے اور ان پر ان کے شاگردوں نے اسی وقت سے کام شروع کیا تھا۔ اس لئے ان دونوں کے علوم اور فتاویٰ میں کوئی بنیادی اور اُصولی اختلاف نہیں تھا۔ بلکہ وہ فروعی مسائل جن کا تعلق خالص نقل کے ساتھ تھا۔ وہ ان میں زیادہ متفق نظر آتے ہیں۔ مثلاً یہ دونوں تکبیر تحریمہ کے بعد رفع الیدین کے قائل نہ تھے اور نہ وہ رفع الیدین کرتے تھے اور دونوں جہری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے قائل نہیں اور دونوں سورۃ فاتحہ کے ساتھ جہراً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اگرچہ ان کے درمیان بعض نقلی مسائل میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے لیکن وہ بہت کم ہے حالانکہ ایک کا تعلق مرکز مدینہ سے ہے اور دوسرے کا تعلق مرکز کوفہ سے ہے پھر بھی اس قدر ہم آہنگی اس لیے تھی کہ دونوں نے براہ راست ان جلیل القدر تابعین فقہاء و مجتہدین سے علم حاصل کیا تھا اور ان کی نمازوں رکوع و سجود وغیرہ کو دیکھا جنہوں نے براہ راست صحابہ کرامؓ کی نمازوں کو دیکھا تھا اور ان صحابہ کرامؓ سے حاصل کیا تھا جو صحابہ کرامؓ کے دور ہی میں دوسرے عام صحابہ کرامؓ اور تابعین کے مقتداء اور پیشوا تھے اور لوگ ان کی طرف مسائل میں رجوع کیا کرتے تھے۔

ائمہ اربعہ کی تعلیمات اور کتابوں میں دین اسلام محفوظ ہے

بہرحال حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور ان کے بعد

امام شافعیؒ اور ان کے بعد امام احمد بن حنبلؒ کے علوم وفتاویٰ اور ان کی حاصل کردہ تعلیمات ابتداء ہی سے محفوظ چلے آرہے ہیں اور ان کے پیروکاروں نے ان کی کتابوں کی حفاظت کی اور تاریخ کے ہر دور میں ان پر کام کرتے رہے۔ اس لئے آج امت مسلمہ کے پاس ائمہ اربعہ کی کتب اور ان کی تعلیمات کا وہ سرمایہ اور ذخیرہ محفوظ ہے جس کے اندر دین اسلام کی تعلیمات و ہدایات محفوظ ہو گئے ہیں اور ہر دور میں لوگ ان حضرات کی تعلیمات اور ان کے علوم سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔

شیطان ائمہ اربعہ کے پیچھے کیوں لگا ہوا ہے؟

چونکہ ائمہ اربعہ اور ان کے پیروکاروں کے پاس شریعت مطہرہ کی پوری دستاویزات اور تعلیمات موجود ہیں اس لئے شیطان جو انسان کا ازلی دشمن ہے انہی اماموں کے پیچھے لگا ہوا ہے اور ان پر لوگوں کے اعتماد کو ہٹانے کیلئے سخت کوشش کر رہا ہے خصوصاً وہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے پیروکاروں سے سخت نالاں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے احناف سے بہت کام لیا ہے اور ان کے ذریعے دین اسلام کی اشاعت پوری دنیا میں ہو رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سندھ وھند کی فتح کی پیشن گوئی بھی فرمائی تھی (نسائی، احمد) ھند میں احناف نے لاکھوں کافروں کو مسلمان کیا اور وہ سب حنفی تھے اور تقریباً ایک ہزار سال اس مسلک والوں کی ہند میں اسلامی حکومت قائم رہی اور کتاب وسنت پر مبنی فقہ حنفی اس ملک کا قانون رہی اگر آج بھی دنیا پر نظر ڈالیے تو یہی احناف کی جماعتیں دین کے فروغ اور دین کی بقاء اور اس کے تحفظ کی خدمات انجام دے رہی ہیں اور آج تک ہزاروں محدثین اور لاکھوں فقہاء اور کروڑہا عوام فقہ حنفی کے مطابق ارکان اسلام ادا کرتے ہیں اور صدیوں تک یہ فقہ حنفی حرمین شریفین اور تمام اسلامی دنیا میں بلا شرکت غیر بطور اسلامی قانون نافذ رہی ہے اسلئے شیطان کو زیادہ غصہ احناف پر ہی آرہا ہے اور ہمیشہ ان کے خلاف لوگوں کو اُکسا رہا ہے لیکن جب ہندوستان میں انگریز آیا اور اس کی حکومت قائم ہوئی اور یہی احناف اس کے ساتھ برسرِ پیکار ہوئے تو شیطان اور اس کے چیلوں یہود وہنود کو موقعہ ملا تو انہوں نے خودسری خواہشات پر مبنی آزادیٔ مذہب کی تحریک چلائی اور اس کے لئے دین کے نام پر خوشنما نام تجویز کیے جیسا کہ اہلِ قرآن واہلِ حدیث وغیرہ چنانچہ آزادی کی اسی ذہنیت نے مسلمانوں کو ذہنی طور پر ٹکڑے ٹکڑے کیا، مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کے سادہ عوام کو گمراہ کر کے امّت ضلالہ بنائی (دیکھئے مولانا محمد حسین غیر مقلد کا رسالہ اشاعۃ السنۃ ص ۲۵۵ اور غیر مقلدوں کا مشہور رسالہ ترجمان وہابیہ ص ۲۲)۔

اور اہلِ قرآن کے نام پر پیدا شدہ فرقے نے قرآن کے نام پر خود قرآن وسنت کا انکار کیا اور اسلامی احکامات کا مذاق اُڑایا اور بعض لوگوں نے حدیث کے نام پر قرآن وسنت کی خلاف ورزی شروع کی اور ائمہ اربعہ خصوصاً حضرت امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے مقلدین کو کفر وشرک کا نشانہ بنایا۔ یہ تمام گمراہ فرقے کسی کی اصلاح وتربیت اور کسی کافر کو مسلمان بنانے سے تو عاجز رہے کیونکہ ان کا مشن ہی مسلمانوں کے اندر فساد ڈالنا تھا اور یہی کچھ کیا، اور جس کو دین کی طرف مائل دیکھا اس کو اپنا ڈھکڑ اسنا کر گمراہ کیا جیسا کہ خود محمد حسین بٹالوی غیر مقلد کہتے ہیں؛ ''اور اس کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ بے علمی کے سبب مجتہد مطلق اور مطلقاً تارک تقلید بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام ہی کو سلام کر بیٹھتے ہیں ان میں بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لا مذہب جو کہ دین کا پابند نہیں رہتا اور احکام شریعت سے فسق وخروج تو اس آزادی کا ادنیٰ نتیجہ ہے کفر وارتداد کے اسباب دنیا بھر میں بھی اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کا بے علمی میں ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے'' (کتاب التوحید والسنۃ، ص ۱۰۲) چونکہ منکرین حدیث اور قادیانیت وغیرہ کی گمراہی اور کفر پر امت مسلمہ متحد ہو چکی ہے اور ان کی کفر وضلالت بھی واضح ہے اس لئے یہاں اختصار کے ساتھ اہلحدیث یعنی غیر مقلدوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

اہلِ حدیث یعنی غیر مقلدوں کا جائزہ

اہلِ حدیث یعنی غیر مقلدوں کے پاس کوئی مثبت لائحہ عمل نہیں ان کا مقصد صرف وصرف مسلمانوں کے اندر وسوسہ ڈالنا ہے اور حدیث کے نام سے لوگوں کو دھوکہ دینا ہے اور چند عباداتی اعمال (نماز وغیرہ) کے فروعی اختلافی مسائل ہیں جن کی بنیاد پر وہ گروہ بندی بنا ڈالتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ انگریز کے دور سے قبل بھی مسلمانوں کے درمیان اختلافی مسائل میں بحث ومناظرے ہوتے رہے لیکن کسی نے مقلد کو تقلید کی بناء پر مشرک نہیں کہا تھا نہ فروعی مسائل کی وجہ سے کسی کو مشرک اور کافر قرار دیا لیکن جب انگریز کے قدم ہندوستان میں جم گئے تو اس فرقے نے اپنی تحقیق نہ ماننے والوں پر طرح طرح کے فقرے کس دیئے اور طرح طرح کے پروپیگنڈے سے عام لوگوں کو ائمہ اربعہ سے متنفر کیا۔

اہلِ حدیث یعنی غیر مقلدوں کی دھوکہ بازیاں:

چنانچہ وہ اپنے پیروکاروں کو کہتے ہیں کہ ہم اہلِ حدیث ہیں اور سب صحابہ اہلِ حدیث تھے۔ جب سے حدیث ''اس وقت سے اہلِ حدیث'' اور پھر محدثین کے فضائل اپنے اوپر چسپاں

کرتے ہیں اور یہی وہ پروپیگنڈہ ہے جو ان کے ترقی یافتہ فرقہ اہلِ قرآن کرتے ہیں۔ اہلِ قرآن پہلے زمانے میں حافظ اور ماہرِ قرآن کو کہا جاتا تھا مگر انگریز کے دور میں منکرین حدیث و سنت کا نام اہلِ قرآن ہو گیا جو ایک گمراہ فرقہ ہے اور اس مقدس نام سے لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے اس طرح اسلامی حکومتوں میں اہلِ حدیث ماہرین حدیث اور محدثین کو کہا جاتا تھا اور محدثین سند کی تحقیق کرتے رہے لیکن انگریز کے دور میں اہلحدیث منکر فقہ کو کہا جانے لگا۔

جماعت المسلمین یعنی مسعودی فرقہ:

ان غیر مقلدوں کا ایک ترقی یافتہ فرقہ، مسعودی فرقہ ہے۔ جس کی بنیاد مسعود احمد نے ڈالی ہے اور مسعود احمد ۱۳۷۵ھ سے قبل غرباء اہلِ حدیث کے فرقے کا فرد تھا اور اس نے پارٹی بنانے کے بعد بشمولیت غیر مقلدین کے تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیا ہے۔ اس کے نزدیک صرف وہی مسلمان ہے جو اس کی امارت کو مانے چونکہ اس نے اپنے فرقے کا نام جماعت المسلمین رکھا ہے اس لئے اب وہ لوگوں کو کہتے رہتے ہیں کہ جو اس فرقے میں داخل ہو جائے تو وہ مسلمان ورنہ کافر و مشرک ہے۔ بلاشبہ جو شخص شرک و کفر کا اختیار اپنے ہاتھ میں لے اور جو اس کے فرقے اور اس کی بات کو نہ مانے اس کو کافر و مشرک کہے وہ خود بہت بڑا کافر اور مشرک ہوتا ہے کہ وہ حلال و حرام، بدعت، کفر و شرک کا اختیار اپنے قبضہ قدرت و اختیار میں مانتا ہے۔

آج تک مسلمان اس شخص کو کہا جاتا تھا جو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہو اور اس نئے فرقے میں مسلمان وہ ہے جو غیر مقلد ہو اور مسعودی فرقے کا پیروکار ہو مسلم کا لفظ پہلے کافروں اور غیر مسلموں کے مقابلے میں استعمال کیا جاتا تھا مگر اس نئے فرقے مسعودی دین میں اہلِ سنۃ و الجماعت کے بالمقابل اور حنفی و شافعی مالکی اور حنبلی کے خلاف استعمال ہونے لگا۔

کیا جو اپنے آپ کو سنی حنفی کہے وہ غیر مسلم ہو گیا؟

مسعودی فرقہ والے لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں کیونکہ ہم نے اپنی جماعت کا نام مسلمین رکھا ہے گویا لوگ اسلام سے نکل گئے کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسلمین نہیں کہتے یہ ایک بہت بڑا دھوکہ ہے۔

نسبتی نام:

کیونکہ نام تعارف و امتیاز اور پہچان کیلئے ہوتا ہے اگر آپ لاہور کے رہنے والے ہیں اور سعودی عرب چلے گئے اور کسی ترکی یا ایرانی سے آپ کی ملاقات ہو جائے اور وہ آپ سے پوچھے

کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں تو آپ کا جواب یہ ہوگا کہ پاکستانی......لیکن اگر پاکستان کے شہر کراچی میں آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں تو آپ کا جواب یہ ہوگا کہ لاہور کا اور پھر کوئی پوچھے کہ لاہور میں کہاں رہتے ہیں تو آپ کا جواب یہ ہوگا کہ فلاں جگہ مثلاً چوبرجی وغیرہ میں......اس طرح اگر ہم سے کوئی غیر مسلم پوچھے کہ تمہارا دین کیا ہے؟ ہم کہیں گے کہ اسلام......اور ہم مسلمان ہیں اگر رافضی یا مسعودی فرقے والا پوچھے تو ہم کہیں گے کہ سنی......اور اگر غیر مقلد پوچھے یا کوئی یہ پوچھے کہ تم کس فقہ کے مطابق عمل کرتے ہو تو ہم کہیں گے کہ حنفی پس جس طرح کوئی پاکستانی اگر اپنے ساتھ لاہوری لکھتا ہے وہ پاکستان سے خارج نہیں ہوتا بلکہ اور زیادہ پکا ٹھکا پاکستانی شمار کیا جاتا ہے کہ اس کا تو پورا تعارف اور پتہ موجود ہے اسی طرح سنی حنفی وغیرہ یہ جو مسلمانوں کے نسبتی نام ہیں جن کیوجہ سے باطل فرقوں سے ان کا امتیاز ہوتا ہے کوئی اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اگر آج کوئی نئی جماعت اُٹھتی ہے وہ اپنا نام جماعت المومنین رکھ لیتی ہے یا جماعت المسلمین رکھتی ہے یا خود مسعودی فرقہ ٹکڑیوں میں بٹ جاتا ہے تو اپنی جماعت کا تشخص کیسے کرے گا۔ بہرحال یہ جاہلانہ اور احمقانہ باتیں ہیں، جن سے صرف جاہل ہی دھوکہ کھا سکتا ہے۔

غیر مقلدین کے جھوٹے پروپیگنڈے:

غیر مقلدین امت مسلمہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کیلئے مختلف قسم کی وسوسہ اندازیاں پیدا کرتے ہیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے وہ پُرفریب پروپیگنڈے کرتے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ احناف کے ساتھ تو حدیث رسول نہیں تمام صرف ابوحنیفہؒ کے اقوال ہوتے ہیں اور وہ بھی حدیث کے خلاف......اگر ان کو حدیث سنائی جائے تو فوراً کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور وہ عام لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ حنفی نماز غلط ہے، حنفی نماز نبی کی نماز نہیں ہمارے ساتھ نبی کی نماز ہے حنفی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو نہیں مانتے ہیں وغیرہ وغیرہ یہ وہ گمراہانہ منافقانہ پروپیگنڈے اور بہتان تراشیاں ہیں جو شیطان کے چیلوں یہود وہنود کے سکھائے ہوئے ہیں اور یہ ان پر سادہ لوح مسلمانوں کو لڑاتے رہتے ہیں۔

تمام اہلِ سنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر مسلمان پر دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت فرض ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی اس لئے فرض ہے کہ آپ ﷺ نے احکام الٰہی کی ترجمانی اور تشریح اور اس کی مرضی کی بندگی کے طور وطریقے سکھائے اور سمجھائے لہٰذا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ قرآن وسنت کے احکام کی اطاعت کرے ورنہ

مستقل بالذات جس کی اطاعت کی جائے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں......لیکن قرآن وسنت میں بعض احکام ایسے ہیں جنہیں معمولی پڑھا لکھا آدمی سمجھ سکتا ہے ان میں کوئی ابہام واجمال یا تعارض نہیں ہے جو کہ ائمہ اربعہ کی کتابوں میں اچھی طرح محفوظ ہیں۔ جیسا کہ پنجگانہ نماز کی فرضیت زکوٰۃ اور حج وغیرہ کی فرضیت یا زنا، جھوٹ، غیبت، بہتان تراشی، شراب نوشی اور چوری وغیرہ کی حرمت ہے۔

لیکن قرآن وسنت میں بعض احکام ایسے ہیں جن میں اجمال یا ابہام یا ان کے دلائل میں بظاہر تعارض اور ٹکراؤ پایا جاتا ہے اب ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث سے احکام نکالنا آسان کام نہیں لہٰذا اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہم اپنی سمجھ کو رہنما بنا کر اس قسم کے احکام میں فیصلے کرنے لگیں اور ان ائمہ کے فیصلوں کو نظر انداز کر دیں جنہوں نے صحابہ کرامؓ کے شاگردوں سے براہِ راست سنے تھے یا سمجھے تھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہوگا کہ ہم ان جلیل القدر اسلاف پر اعتماد کر کے ان کے فیصلوں کے مطابق عمل کریں اور اس دوسرے طریقے کو تقلید کہا جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ دوسرا طریقہ محتاط اور محفوظ ہے اور پہلا طریقہ خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں ہم کو یہی تعلیم وہدایت فرمائی ہے کہ جو لوگ گہری نظر وتحقیق کی قابلیت نہیں رکھتے انہیں اہلِ استنباط فقہاء ومجتہدین کی طرف رجوع کرنا چاہئے (النساء:۳۷، الانبیاء:۷ اور التوبہ:۱۲۲)۔

اور یہی بات عقل وتجربہ اور مشاہدہ سے بھی ثابت ہے کہ ہر اہم فن اور ہر اہم کام سیکھنے والے ماہر فن وہنر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ آخر ائمہ اربعہ خصوصاً امام ابوحنیفہؒ سے کون زیادہ فقہ اور حدیث کا ماہر ہوگا جنہوں نے براہِ راست فقیہ صحابہ کرام کے جلیل القدر ماہرین علمِ حدیث وفقہ شاگردوں سے علم حاصل کیا اور اس کو امت مسلمہ کے سامنے پیش کر دیا۔

تقلید شخصی

صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں جہاں اجتہاد کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں وہاں تقلید مطلق اور تقلید شخصی کی بھی بہت بڑی مثالیں ملتی ہیں۔ حالانکہ صحابہ کرامؓ عربی کو جانتے تھے اور وہ اپنی زبان کے ماہر اور ادیب بھی تھے۔ لیکن اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے یہ ہدایت دی کہ قرآن مجید کو عبداللہ بن مسعود وسالم مولیٰ ابی حذیفہ اور ابی بن کعب ومعاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے سیکھو (بخاری ج:۱، ص:۵۳۱، ترمذی ج:۲ ص:۲۲۲) اور حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں کو تفسیر، فرائض اور فقہ کی معلومات حاصل کرنے کیلئے ماہر ممتاز صحابہ کرامؓ کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت

فرمائی کہ لوگ انہی کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کریں (نسائی: ج ۲،ص ۳۰۵، سنن الدارمی: ج:۱،ص:۵۴)۔ بہت سے اہلِ مدینہ جو خود اجتہاد کے اہل نہ تھے وہ مسائل میں حضرت زید بن ثابتؓ کی تقلید کیا کرتے تھے اور دوسروں کے قول کے مقابلے میں ان کے قول کو حجت سمجھتے تھے (صحیح بخاری)۔ نیز نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں سے ایک بڑے فقیہہ صحابی معاذ بن جبلؓ کو چنا اور ان کو معلّم و قاضی و حاکم بنا کر اہلِ یمن کی طرف بھیجا تا کہ وہ ان کی اقتداء اور اتباع کریں (صحیح بخاری: ج:۲،ص:۹۹، ترمذی وابوداؤد)۔

ائمہ اربعہ کی خصوصیت:

اس میں شک نہیں کہ مجتہدین بہت گذرے ہیں صحابہ کرامؓ میں بھی اور تابعین میں بھی اور تبع تابعین کے دور میں بھی اور بعد کے ادوار میں بھی، لیکن ائمہ اربعہ کے علاوہ دوسروں کے فتاویٰ مدون شکل میں محفوظ نہ رہ سکے اور ان حضرات کی مفصل کتابیں مدون ہوئیں اور ان کے مذہب کے علماء پائے جاتے ہیں کیونکہ اسلاف کے اقوال اور فتاوی پر اعتماد اس وقت کیا جا سکتا ہے جب کہ وہ صحیح اور مشہور کتابوں میں مدون ہوں یا صحیح سند کے ساتھ ہم تک پہنچے ہوں نیز بعد کے علماء نے ان کی تشریح و توضیح بھی کی ہو۔ جب تک کسی مجتہد کے مذہب کے بارے میں ایسا کام نہ ہوا ہو اس پر اعتماد کرنا عقلاً بھی درست نہیں اور یہ حفاظت ہمارے زمانے میں ائمہ اربعہ کے سوا کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی کیونکہ مذاہب اربعہ کے اماموں کے اقوال کی تشریح و تفصیل میں علمائے حق کی ایک کثیر تعداد ہر زمانے میں مصروف رہی ہے اس لئے ان کے مذاہب پر عمل کرنے میں کوئی خطرہ نہیں اور جہاں یہ بات نہ ہو بلکہ کسی مجتہد کے اکا دکا اقوال ملتے ہوں وہاں گمراہی کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ لوگ مجتہد کی بات کا غلط معنی اپنا کر اس سے من مانے نتائج نکالیں گے نیز خواہشاتِ نفس سے مغلوب علمائے سوء اپنے کسی فتویٰ کو سلف کے کسی مشہور عالم کی طرف منسوب کر دیں گے کہ یہ بات فلاں کے قول سے ثابت ہے۔

کیا تقلید شرک ہے:

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ تقلید کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ امام یا مجتہد کو بذات خود واجب الاطاعت سمجھ کر اس کی اتباع کی جائے بلکہ مقصود تو قرآن وسنت کی پیروی ہے لیکن امام کی تشریح و تعبیر پر اعتماد کیا جا رہا ہے وہ قرآن وسنت کی تشریح کرنے والا ہے شارع اور شریعت ساز ہرگز نہیں۔ مقلد اپنے امام کو ماخذ شریعت نہیں سمجھتا بلکہ یہ سمجھ کر عمل کرتا ہے کہ چونکہ

وہ قرآن وسنت کے علوم پر پوری بصیرت رکھتا ہے اس لئے اس کی تشریح زیادہ قابل اعتماد ہے اور اس پر عمل کرنے سے ہم قرآن وسنت کی منشاء پر صحیح طور پر عمل کر سکتے ہیں۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ حنفی نماز اس کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نماز کی جو تصویر امام ابوحنیفہؒ نے کھینچی ہے کہ انہوں نے صحابہ کرامؓ کے شاگردوں تابعین سے براہِ راست سیکھا تھا اور خیر القرون کے لاکھوں مسلمانوں کی نماز ان کے سامنے تھی۔ انہوں نے ان سے ہم تک نبی کریم ﷺ کی جو نماز پہنچائی وہ اس کتاب میں محفوظ ہے یا یوں کہتے ہیں کہ فقہ حنفی میں موجود ہے جیسا کہ ہم لکھتے ہیں یہ بخاری کی حدیث یا عاصم کی قرآت ہے کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ حدیث جو بخاری نے خود بنائی یا وہ قرآت جو عاصم پر اُتری یا اس نے بنائی بلکہ جس طرح اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث ہے جو امام بخاریؒ نے روایت کی ہے اسی طرح نماز حنفی یا فقہ حنفی کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ یہ وہ نماز یا وہ فقہ ہے جو قرآن وسنت سے امام ابوحنیفہؒ نے نکالی ہے اور مرتب کی ہے۔ تقلید کی پوری تشریح کیلئے دیکھئے کتاب تقلید کی شرعی حیثیت، الکلام المفید فی اثبات التقلید، تقلید ائمہ اور مقام امام ابوحنیفہ، اجتہاد اور تقلید، تقلید شخصی، تنویر الحق، مدار الحق بجواب معیار الحق، اور وہ مضامین جو جامعہ خیر المدارس ملتان کے رسالہ الخیر میں چھپ چکے ہیں اور چھپتے رہتے ہیں۔ نیز اس موضوع سے متعلق راقم الحروف کی کتاب عقیدہ اور عقیدت اور جواہر الاسلام کا باب حدیث کی شرعی حیثیت اور باب شرک فی الاطاعت بھی پڑھ لیجئے۔

یادِ الٰہی سے غافل کرنے کے بارے میں شیطان کی چالیں

شیطان مردود ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت میں ڈالنے اور غفلت میں رکھنے کے لئے طرح طرح کی کوششیں اور چالیں اختیار کرتا ہے ان میں سے بعض وہ ہیں جو دین کے نام پر کرتا ہے انہی چالوں میں سے یہاں چند کو نقل کیا جاتا ہے۔

عقیدت ومحبت کے نام پر شرک:

وہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ خصوصاً سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ محبت وعقیدت کی آڑ میں شرکیہ عقائد اور شرکیہ افعال کو پھیلاتا ہے وہ اور اس کے چیلے لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ کائنات میں نفع ونقصان کا اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کو بھی دیا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضاء وخوشنودی میں مٹا دیا ہے۔ اب وہ لوگوں کی حاجات کو پورا کر سکتے ہیں اور مشکلات کو حل کر سکتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے بجائے انہی سے براہِ

راست مانگنا چاہئے اور اپنی حاجات ومشکلات میں انہی کو پکارنا مفید ہے۔

ظاہر ہے کہ جب لوگ اپنے حوائج اور مشکلات کا حل اور نفع ونقصان کا ملک و اختیار بندوں کے ہاتھوں میں مان لیتے ہیں تو ان کے دل سے اللہ تعالیٰ کی عظمت وخشیت اور محبت نکل جاتی ہے اور ان کی تمام دلچسپیاں اللہ تعالیٰ کی بجائے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ ہو جاتی ہیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد کے بجائے براہِ راست مخلوق کی یاد میں مشغول ہو جاتے ہیں حالانکہ عقلِ سلیم اور فطرت سلیمہ کی رُو سے اور قرآن مجید کی رُو سے یہ بات بالکل سورج سے زیادہ روشن ہے کہ نفع ونقصان عزت وذلت ہر چیز کا اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے کسی بھی مخلوق کو پوری کائنات میں نفع ونقصان کا ذرّہ برابر اختیار حاصل نہیں اور تمام مخلوق فرشتے انسان وغیرہ اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ عقائد کی درستگی اور اس کی پوری تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتب دہریت سے اسلام تک، عقیدہ اور عقیدت، آئینہ ایمان اور جواہر الاسلام کا باب ''کتاب العقائد'' کو پڑھ لیجئے۔

ذِکرالٰہی سے غفلت میں ڈالنے کی ایک اور پُرفریب شیطانی چال:

اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے اور اس میں ترقی اور ایمانی قوت کو بڑھانے کا ایک اہم اور بہت بڑا سبب اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت ہے اس کے بارے میں شیطان بہت ہی مکاری کے ساتھ لوگوں کو ذکر کی لائن سے بہکاتا ہے۔ وہ بعض لوگوں کو یہ باور کراتا ہے کہ اصل یاد تو دل کی یاد ہے۔ زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام لینا تہلیل وتسبیح ضیاع وقت ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا تعلق دل سے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ یاد اور قلبی تعلق ذکر وشغل سے حاصل ہوتا ہے اور اوراد واشغال سے اس میں ترقی ہوتی رہتی ہے اگر یہ اوراد اور اشغال نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قلبی ربط اور یاد بھی ختم ہو جاتی ہے جس کے بعد انسان اللہ تعالیٰ کے بجائے اپنی خواہشات کا بندہ بن جاتا ہے (مریم:۵۹)۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز وغیرہ کی صورت میں اوراد واذکار فرض واجب مسنون قرار دیئے ہیں اور نماز سے خارج بھی کثرت ذکر کا حکم فرمایا اور یہ حکم بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کریں اور اللہ کے نام کی تسبیح کریں جیسا کہ اس پر قرآن مجید کی سینکڑوں آیتیں گواہ ہیں اور حدیث کی کتابیں اس سے پر ہیں بلاشبہ جو اس طرح کے شوشے نکال کر لوگوں کو ذکر الٰہی سے روکتے ہیں وہ قرآن وحدیث دونوں کے منکر اور اسلام سے خارج ہیں۔

ذکر جہر غیر مفرط سے روکنا:

قرآن مجید کی سینکڑوں آیات اور نبی کریم ﷺ کے سینکڑوں ارشادات میں کثرت ذکر کا حکم اور ترغیب موجود ہے اور یہ اس صورت میں پورا ہوسکتا ہے کہ ذکر کو کسی خاص صورت، صورت سرّ یا صورت جہر وغیرہ کے ساتھ مقید نہ کیا جائے کیونکہ انسان کی فطرت یہ ہے کہ وہ جب ایک حالت سے تنگ ہو جاتا ہے تو اسی چیز کو دوسری صورت اور حالت میں شوق سے پورا کرسکتا ہے۔ پھر ذکر کی ہر صورت کے کچھ فوائد ہوتے ہیں جو دوسری صورت میں کم حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً ذکر جہری سے دل کے کان ذکر کی آواز کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل بیدار ہو جاتا ہے اس سے نینداور غفلت دور ہو جاتی ہے اور دوسروں کو عمل کی ترغیب ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن شیطان کے چیلوں کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ لوگوں کو جہر معتدل سے بھی طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے روکتے ہیں اور ان میں سے بعض لوگوں کو اس پر ڈال دیتے ہیں کہ وہ جہر معتدل کو ناجائز قرار دیں۔ چنانچہ پھر وہ اپنے مدعا کی تائید و دلیل میں...... وادعو ربکم تضرّعاً وخفیة ......اور......واذ کر ربک فی نفسک تضرعا و خفیة و دون الجهر من القول (قرآن)......اور......اربعوا علی انفسکم......(حدیث) کو پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تمام دلائل تو خود جہر معتدل کو ثابت کرتے ہیں۔ بلاشبہ اگر یہ لوگ ان آیتوں کے سیاق و سباق پر غور کرتے اور ''تضرعاً'' کے معنٰی میں اور ''دون الجهر'' اور ''اربعوا'' کے معنوں میں غور و فکر سے کام لیتے اور پھر قرآن وسنت کے دوسرے نصوص سے ان کو ملاتے تو یہ لوگ قطعاً اس مسئلہ میں تذبذب کا شکار نہ ہوتے اور نہ ان کو قرآن وحدیث کے نصوص میں ٹکراؤ وخلاف نظر آتا

نیز اگر وہ شریعت مطہرہ کے احکامات اور تواتر سے ثابت شدہ اعمال کو سامنے رکھتے جن کا زائد حصہ ذکر جہری ہی ہے تو یہ لوگ قطعاً اس طرح کی رائے قائم نہ کرتے۔ پھر حیرانی کی بات یہ ہے کہ استسقاء کے موقعہ پر جہری دعائیں مانگی جاتی ہیں اور لوگ پیچھے آمین کہتے ہیں اور ختم قرآن اور دوسرے اجتماعات کے اختتام پر لمبی لمبی اجتماعی دعائیں لاؤڈ اسپیکر پر مانگی جاتی ہیں اور حرمین شریفین کی مساجد مسجد الحرام اور مسجد نبوی تلاوت اور لبیک وغیرہ کے اذکار سے گونجتی رہتی ہیں اور رمضان المبارک میں ختم القرآن کے موقع پر نماز کے اندر دعائیں مانگی جاتی ہیں اور ذکر جہری کے منکرین خود بھی اجتماعی دعاؤں میں جہراً دعا مانگتے ہیں پھر وہ یہ آیت (ادعو ربکم تضرعاً وخفیۃ) جو دعا کے بارے میں صریح اور بالکل واضح ہے کو ذکر جہری کی ممانعت میں کس طرح پیش کرتے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء:

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے کہ ان کے نزدیک ذکر جہر بدعت یا مکروہ ہے حالانکہ یہ حضرت امام حنیفہؒ پر افتراء اور بہتان ہے اور حضرت امامؒ کو خواہ مخواہ قرآن وحدیث کا مخالف بتایا جاتا ہے اور اس طرح احناف کثرھم اللہ تعالیٰ کو علمی طبقہ میں بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ حضرت امام ابوحنیفہؒ صرف ایسے جہر کو بدعت کہتے ہیں جو نبی کریم ﷺ سے بلا جہر ثابت ہو یعنی کسی موقع پر نبی کریم ﷺ سے کوئی ذکر تو منقول ہو جیسا کہ عیدالفطر کے موقعہ پر لیکن جہر منقول نہ ہو تو ایسے موقع پر باعتقاد قربت وثواب جہر کو مکروہ فرمایا ہے جبکہ دوسرے ائمہ اور خود حضرت امامؒ کے شاگرد امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ جہر بھی بلا کراہت جائز ہے اور مفتی بہ قول بھی احناف کے نزدیک یہی ہے (روح المعانی: ج:۱۶: ص۱۶۲ اور فتاویٰ رشیدیہ: ص ۵۹۵)۔

مجالس ذکر اور ان کے فوائد:

ذکر اللہ کی مجالس وقیام بہت ہی مبارک ہے ان مجالس سے دلوں کی آبیاری ہوتی ہے اور یہ روحانی اور ایمانی ترقی کا ذریعہ بنتے ہیں ان کی وجہ سے قلوب اور دل اللہ تعالیٰ کی طرف مائل اور متوجہ ہوتے ہیں ان کی وجہ سے کم ہمتوں کی ہمتیں بڑھ جاتی ہیں اور صاحب دل لوگوں کے ذکر اور روحانی موجوں میں غافل لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی یاد اور دل کی بیداری حاصل ہوتی ہے اور مجلس ذکر سے دوسرے لوگوں کو بھی ذکر الٰہی کی ترغیب ہو جاتی ہے اور ان کی وجہ سے ذکر الٰہی پر استقامت نصیب ہوتی ہے اسی طرح اس میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں شیطان اور اس کے چیلے ان فوائد کو دیکھ کر مجالس ذکر سے جز بز ہوتے ہیں اس لئے ان کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی بہانے سے مجالس اور ان قلعوں کو ختم کیا جائے جن میں انسانیت کی حفاظت اور نجات وفلاح ہے۔

مجالس ذکر کے مراکز خانقاہیں اور اسلامی تاریخ کی گواہی:

اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کے روحانی تسلسل کی حفاظت اور بقاء اور افراد کے اعمال واخلاق کا تزکیہ مجالس ذکر اور علم واصلاح کے مراکز دینی مدارس اور خانقاہوں میں ہوا ہے اور ان مراکز سے دین اسلام کے ہر شعبہ میں کام کرنے والوں نے ایمان ویقین، اخلاق و احسان، تعلق مع اللہ اور تقویٰ پرہیزگاری کی روح کو حاصل کیا چنانچہ جتنے مجددین امت اور

مصلحین گذرے ہیں سب کے سب انہی مراکز اور خانقاہوں کے تربیت یافتہ تھے اور آج بھی صحیح معنوں میں جو حضرات کفر وشرک کے علمبرداروں یہود و ہنود اور انگریزوں کے خلاف لڑتے ہیں وہ یہی لوگ ہیں جو انہی مراکز کے تربیت یافتہ ہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہی مجالس ذکر وعلم کے مراکز اور خانقاہیں ہیں جو شیطان اور اس کے چیلوں یہود و ہنود وغیرہ کی آنکھوں میں کھٹکتے ہیں اور انہوں نے اس راز کو پالیا ہے کہ اصلاً یہی وہ پاور ہاؤس ہیں جہاں سے اسلام کے سچے خادم اور سرفروشانِ اسلام سپاہی تیار ہوتے ہیں جو بڑی سے بڑی قربانی بھی آنکھ بند کر کے دے دیا کرتے ہیں اس لئے شیطان کے چیلے دشمنانِ اسلام اپنے ایجنٹوں کے ذریعے انہی مراکز اور مجالس ذکر وعلم اور ان درس گاہوں کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو مدارس اور درس گاہیں ان پاور ہاؤسوں اور خانقاہوں سے وابستہ ہیں اور ان ظالموں نے تاک کر نشانہ لگایا ہے اور سب سے زیادہ پروپیگنڈہ تصوف، صوفیائے کرام اور انہی مجالس ذکر کے مراکز اور خانقاہوں اور ان مدارس کے بارے میں کیا کرتے ہیں جن سے شیطان اور اس کے چیلے پریشان ہیں۔

مجالسِ ذکر کو ختم کرنے کیلئے شیطانی سازشیں:

مجالس ذکر اور خانقاہوں کو ختم کرنے کیلئے شیطان اور اس کے چیلے طرح طرح کی سازشیں کرتے ہیں اور مسلمانوں کے اندر حیلوں بہانوں سے ذکر اور مجالس ذکر کے متعلق شکوک واوہام پیدا کرتے ہیں اور شیطان کے داؤ میں سے ایک داؤ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ کسی مبہم روایت سے یا موضوع روایت کے ذریعے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی راہ سے ہٹا دیتا ہے ان روایتوں میں ایک مبہم یا موضوع وہ روایت بھی ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور حدیث کے پورے ذخیرے میں وہ ایک روایت ایسی ہے جس کو مجالس ذکر کے خلاف بطور پروپیگنڈہ استعمال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک موقوف ضعیف اور مبہم روایت ہے جس کی قرآن مجید اور احادیث صحیح کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں خود آپ کے شاگرد وائلؒ بھی اس روایت کی تردید کر کے فرماتے ہیں کہ "یہ جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ ذکر (یعنی ذکر جہر) سے منع کیا کرتے تھے حالانکہ میں جب ان کے ساتھ کسی مجلس میں بیٹھا تو وہ ہمیشہ ذکر (یعنی ذکر جہر) کرتے تھے" (مجالس ذکر جہری ص: ۳۰، مؤلف حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی دامت برکاتہم)۔

ذکرِ جہری اور مجالس ذکر جہری کے چند دلائل:

اب آخر میں ذکر جہری اور مجالس ذکر جہری کے چند دلائل اختصار کے ساتھ بطور نمونہ پیش

کرتے ہیں۔

قرآن مجید:

۱) قرآن مجید میں دعا اور ذکر کے ساتھ جگہ جگہ (تضرع) کا لفظ آیا ہے اور تضرع باب تفعل سے ہے جس کے معنیٰ اظہار عاجزی اور اظہار تذلل کے ہیں اور زبان سے عاجزی کا اظہار جہر ہی میں ہوتا ہے۔ اور جہر کسی چیز کو پوری قوت سے نمایاں اور ظاہر کرنے کو کہا جاتا ہے اور دون الجہر میں تو خود جہر معتدل کی ترغیب ہے نیز سورہ اسراء کی آیت میں جہر معتدل کا واضح طور پر حکم موجود ہے۔

۲) حضرت داؤد علیہ السلام کے ذکر جہری کا بیان قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

۳) جو شخص بلاوجہ مسجد میں ذکر سے کسی کو منع کرے وہ بہت بڑا ظالم ہے (الانبیاء:۷۹، ص:۱۷تا۱۹اور سباء:۱۰)۔

احادیث:

ذکر جہری اور مجالس ذکر جہری کے بارے میں سینکڑوں روایتیں حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں ان میں چند کا خلاصہ یہ ہے۔

۱) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی خاص جماعتیں صرف اس لئے مقرر فرمائی ہیں کہ وہ مجالس ذکر اور ذکر کے حلقوں کو تلاش کریں اور اللہ تعالیٰ مجلسِ ذکر میں بیٹھنے والوں کو بخش دیتا ہے ان کو جہنم سے نجات دیتا ہے اور انکو جنت میں داخل کرتا ہے (بخاری و مسلم)

۲) مجلس ذکر والوں پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور رحمتِ الٰہی ان پر چھا جاتی ہے اور اللہ اس جماعت کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے جو ان کے آس پاس ہیں۔ (مسلم)

۳) آپ ﷺ نے مجلس ذکر والوں کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا میں اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ روکوں (تفسیر ابنِ کثیر بحوالہ الطبرانی)۔

۴) ذاکرین کی جماعت کو نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ تم ایک ایسی جماعت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے آپ کو تمہارے ساتھ پابند رکھوں۔ سن لو جتنی

تعداد تمہاری یہاں ہے اسی تعداد کے برابر فرشتے تمہارے ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں اگر تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح (یعنی سبحان اللہ) پڑھتے ہو تو وہ بھی تسبیح پڑھتے ہیں اگر تم اللہ تعالیٰ کی حمد (الحمدللہ) پڑھتے ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے ہیں (الطبرانی)۔

۵) ایک حلقہ ذکر پر نبی کریم ﷺ کا گذر ہوا تو وہ ذکر سے چپ ہو گئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ذکر کرتے رہو میں نے رحمت کو دیکھا کہ تم پر اتر رہی ہے تو میں نے بھی چاہا کہ آ کر تمہارے ساتھ شرکت کروں (حلیۃ الاولیاء)۔

۶) حضرت معاویہؓ مسجد میں جمے ہوئے حلقہ ذکر پر پہنچ گئے تو ان کو نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث سنائی کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہیں (مسلم)۔

۷) نبی کریم ﷺ نے فرمایا اہلِ کرم اور عزت والے ذکر کی مجلس والے ہیں (احمد۔ابن حبان۔بیہقی وغیرہ)۔

۸) مجلس ذکر والوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ان کی خطائیں نیکیوں سے بدل جاتی ہیں (احمد)۔

۹) مختلف جگہوں سے ذکر کیلئے اکھٹے ہونیوالے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والے حشر کے دن موتیوں کے منبروں پر ہوں گے۔ اور ان کے چہروں میں نور چمکتا ہوگا اور لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے (طبرانی، الترغیب ج:۲،ص ۴۰۳ تا ۴۰۶)۔

۱۰) مجلس ذکر کی غنیمت اور بدلہ جنت ہے۔ (رواہ احمد باسناد حسن)۔

۱۱) دونوں جہانوں میں تقویت اور بھلائی کو پہنچانے والی چیز مجالسِ ذکر ہیں (فضائل ذکر:۳۴)۔

۱۲) مجالس ذکر کو مضبوط پکڑو (فضائل ذکر)۔

۱۳) ذکر کے حلقے جنت کے باغ ہیں (ترمذی، مشکوٰۃ)۔

یہ چند روایتیں اختصار کے ساتھ بطور نمونہ پیش کیں ورنہ جہری ذکر، جہری دعاؤں اور مجالس ذکر جہری پر سینکڑوں حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں اس کی پوری تفصیل راقم الحروف کی کتاب ذکر اللہ کے فضائل ومسائل میں پڑھ لیجئے۔

تفاسیر اور ذکرِ جہری:

۱) ''تضرعاً'' کا لفظ جو کہ ذکر اور دعا کے بارے میں جگہ جگہ قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے اس کے معنیٰ بہت سے مفسرین علانیہ وغیرہ جیسے الفاظ سے کرتے ہیں (تفسیر

ابن عباس ص:۱۴۶، تفسیر جلالین ص:۱۱۷، تنویر الاذہان ض:۱، ص:۴۸۱، جامع البیان ص:۱۹۶ اور روح المعانی ج:۷، ص:۱۷۹ وغیرہ وغیرہ)۔ اردو تفسیروں میں اس کے معنی گڑگڑانے کے ہیں اور گڑگڑانا جہر ہی ہے۔

۲) قرآن مجید کی جن آیتوں میں جہر معتدل کا حکم ہے اور جہر شدید سے منع کیا گیا وہ تمام مکی دور کی آیتیں ہیں اور صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ جب مشرکین کے ایذاء رسانی کا خطرہ ٹل گیا تو یہ حکم ساقط ہوا اور اجازت ہوئی کہ جس طرح چاہیں ذکر و تلاوت کریں (تفسیر ابن کثیر ج:۳، ص:۹۹، صحیح بخاری کی کتاب التفسیر)۔

۳) علامہ سید آلوسیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جہر افراط سے (یعنی حد سے زیادہ) آواز بلند کرنا ہے اور جو اس افراط سے کم ہو وہ جہر کی ایک اور قسم ہے (روح المعانی ج:۹، ص:۱۶۲)۔

۴) جب کوئی شرعی مانع نہ ہو تو امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ اور قاضی خان حنفیؒ نے بھی یہی قول نقل کیا ہے کہ جہری ذکر نہ صرف جائز و مستحسن ہے بلکہ افضل ہے (روح المعانی ج:۱۶، ص:۱۶۲ تا ۱۶۳)۔

۵) جہر معتدل اور بقدر حجت جہر تو خود مامور بہ میں داخل ہے (روح المعانی ج:۱۶ ص:۱۶۳)۔

۶) دون الجہر میں جہر معتدل کا حکم دیا گیا ہے (جلالین، تفسیر المراغی ج:۳، ص:۱۵۴، تفسیر جمل، تفسیر خازن، امام رازی کی تفسیر کبیر اور حافظ ابن تیمیہؒ کی تفسیر کبیر وغیرہ)۔

۷) تذلل اور عاجزی کے ساتھ جہر اور اخفاء کی درمیانی حالت (یعنی جہر معتدل) جو ریاء سے خالی ہو باتفاق علماء بلا کسی کراہت کے جائز ہے (روح البیان)۔

ذکر جہر اور مجالس جہری کے بارے میں علمائے اسلام کی آراء:

۱)...... اگر مجالس جہری سے نماز پڑھنے والوں یا آرام کرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ ایسی مجلس ذکر جہری کا سنت صحیح سے ثبوت ہے (امام ابن حجر مکی شافعیؒ فتاویٰ حدیثیہ ص:۶۵)۔

۲)...... مسجد میں علم و ذکر کے ساتھ آواز بلند کرنا اس وقت مکروہ ہے جبکہ لوگ نماز کیلئے جمع ہوں۔ (شرح للنوویؒ علی المسلم ج:۲، ص:۱۳۴)۔

۳)...... ذکر کے ساتھ آواز بلند کرنا جائز ہے (فتاویٰ بزازیہ علی ہامش عالمگیری ج:۶،

ص:۳۷۸ تا ۳۷۹، ردالمحتار: ج:۵، ص:۴۵۵، فتاوی خیریہ علی ھامش، تنقیح الحامدیہ، ج:۲، ص:۴۸۱)۔

۴)...... مسجدوں میں ذکر کے حلقے جائز ہیں (الفتاوی الکبریٰ لابن حجر الھیثمی الشافعی)۔

۵)...... امام شعرانیؒ نے اپنی کتاب میں تصریح فرمائی ہے کہ متقدمین اور متاخرین تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ مسجدوں وغیرہ میں بغیر کسی نکیر کے جماعتی شکل میں ذکر کرنا مستحب ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ص:۱۷۴)۔

۶)...... سلف اور خلف (متقدمین ومتاخرین) علماء کا اس پر اجماع ہے کہ مساجد اور دوسری جگہوں میں مجالس ذکر مستحب ہیں بشرطیکہ ذاکرین کا جہر کسی کے آرام یا نماز یا تلاوت میں مخل نہ ہو (شامی ج:۱، ص:۴۴۴)۔

۷)...... مسجد کے اندر حلقہ ذکر منعقد کرنا مباح ہے بشرطیکہ کسی نمازی یا کسی سونے والے کی نیند میں خلل اندازی نہ ہو اور ذکر بھی زیادہ شور وشغب اور افعال مکروہ پر مشتمل نہ ہو (کفایت المفتی ج:۳، ص:۱۲۴)۔

۸)...... ذکر جہر ہر طور پر جائز ہے خواہ منفرد ہو یا مجمع میں حلقہ باندھ کر ہو یا صف باندھ کر (خیر الفتاوی، ج:۱، ص:۳۴۹، تا ۳۵۰ اور امداد الفتاوی، ج:۵، ص:۱۵۱ تا ۱۵۴)۔

۹)...... ذکر الٰہی خواہ بالاخفاء ہو یا بالجہر ہو عبادت ہے (فتاوی خلیلیہ ۳۲۷)۔

۱۰)...... حافظ ابن تیمیہؒ کے نزدیک شرائط کے ساتھ مجالس ذکر جہری جائز ہیں۔ فتاوی ابن تیمیہ، ج:۲۲، ص:۵۲۲)۔

۱۱)...... اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا رشید احمد گنگوھیؒ، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپویؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ، بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاسؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ وغیرہ وغیرہ تمام کے تمام خود بھی ذکر جہر کرتے تھے اور دوسروں کو بھی چشتیہ کی ۱۲ تسبیح ذکر جہر بتایا کرتے تھے (فتاوی رشیدیہ، ص:۱۹۳۔۵۳۰ تا ۵۳۱، تذکرۃ الرشید، ص:۴۸ تا ۴۹، امداد الفتاویٰ ج:۵، ص:۱۵۱، تا ۱۵۵، کفایۃ المفتی، ج:۲، ص:۴۸، ج:۳، ص:۱۶۴، فتاویٰ دارالعلوم دیو بند، ج:۲، ص:۲۴۸۔۲۵۳، خیرالفتاویٰ ج:۱، ص:۳۴۹ تا ۳۵۱، ج:۲، ص:۷۳ تا ۷۵، امداد الاحکام ج:۱، ص:۳۲۱، مجالس جہری کا استحباب ص:۳۹ تا ۴۰، ملفوظات شاہ محمد الیاسؒ، ص:۹۲،

حیات شیخ الہند، ص:۲۴۶، تا ۲۴۸، فیض الباری ج:۲ ص:۱۳۴، انفاس العارفین، ص:۸۶ وغیرہ)۔

۱۲)..... پاکستان کے جید علماء اور مفتیان کرام کو میرے چچازاد بھائی صاحبزادہ زاہد زمان کربوغہ شریف والے نے شرائط کے ساتھ ذکر جہری کے متعلق پوچھا تو اسکے جواب میں دارالعلوم کراچی، دارالعلوم حقانیہ، جامعہ خیر المدارس، دارالعلوم فیصل آباد، جامعہ یوسفیہ شاہوام، ہنگو، سراج العلوم کاہی، اور امداد العلوم پشاور وغیرہ نے ذکر جہری کو صرف جائز ہی نہیں بتایا بلکہ ذکر جہر معتدل پر نکتہ چینی اور اسے بدعت قرار دینے والے کے متعلق لکھا کہ وہ غلطی پر ہے، راہِ اعتدال سے ہٹا ہوا ہے، اکابر علمائے دیو بند کے مسلک سے منحرف ہے، جاہل ہے، یا مفسد زائغ ہے وہ خود مبتدع اور مفسد ہے۔

یہاں حوالوں اور جوابات میں بہت ہی اختصار سے کام لیا ہے ذکر اور ذکر جہر کے آداب اور اس مسئلہ کی پوری تفصیل راقم الحروف کی کتاب ذکر اللہ کے فضائل ومسائل میں مفصل موجود ہے اس کے پڑھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کے متعلق واقعۃً جو شکوک اوہام اور غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں دور ہوسکتی ہیں اس کو پڑھ کر ایک سلیم الفطرت اور سلیم العقل اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ شرائط کے ساتھ ذکر جہری اور مجالس ذکر کو بدعت یا ناجائز قرار دینے والے یقیناً جاہل ہیں۔ یا مفسد اور خود مبتدع خصوصاً وہ لوگ جو جہر معتدل پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور اس کو بدعت قرار دیتے ہیں وہ تو قرآن مجید اور حدیث شریف کے واضح نصوص کے مخالف اور منکر ہیں۔ بدعت وحرمت وغیرہ جس کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بجائے اپنے آپ کو خود مختار سمجھتے ہیں کہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام و بدعت یا ناجائز قرار دے دیں بلاشبہ یہ کھلا ہوا شرک ہے۔

بعض لوگوں پر افسوس

افسوس کی بات یہ ہے کہ جس چیز کی سب سے زیادہ اہمیت اور ضرورت ہے اور جس چیز کی کمی کے باعث امت مسلمہ کی اجتماعی روح وقوت کمزور ہوگئی ہے اور امت مسلمہ ظاہر و باطن کے لحاظ سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ایسے وقت میں ضروری یہ تھا کہ علمائے اسلام لوگوں میں ایمان و تقویٰ کی تحریک چلاتے ان کو اسلام کے بنیادی عقائد اور بنیادی اور ضروری اعمال سکھاتے اور ان پر لاتے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت اور نبی کریم ﷺ کی محبت وادب اور صحابہ کرامؓ کی محبت وادب کو بڑھاتے۔ لیکن بعض لوگوں پر افسوس ہے کہ وہ اس کے بجائے عام لوگوں میں

اقتدار کی ہوس اور دنیا کی محبت اور اپنے لیڈروں کی محبت بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں اور مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے نام بلند کرنے کے بجائے اپنے لیڈروں کے نام بلند کرتے ہیں ان کی خوشی میں رقص کا سا انداز اختیار کرتے ہیں اور ان کے حق میں زندہ باد، ہمارا رہبر، ہمارا قائد فلاں فلاں وغیرہ۔ جیسے نعرے لگاتے ہیں اور ان کی مساجد ذکر الٰہی کے بجائے ان کے لیڈروں کی مدح و نظموں اور ان کے حق میں نعروں سے گونجتی رہتی ہیں اور بعض حضرات تو اس قدر عجیب ہیں کہ وہ اپنی مساجد میں ان تمام خرافات اور لغویات کو تو برداشت کرتے ہیں اور ان نعروں کی گونج کو سن کر بھی ان پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرتے لیکن اس کے برعکس اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرتا ہے یا صرف اسی کو پکارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے یا نبی کریم ﷺ کی واقعی مدح کرتا ہے (یعنی نعت پڑھتا ہے) تو وہ اس سے جزبز ہوتے ہیں اور اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں بلاشبہ یہ رویہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری کا نہیں بلکہ یہ رویہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ذکر سے بُغض کی غمازی کرتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت اس کے ذکر سے محبت ہے اور اللہ تعالیٰ سے بُغض کی علامت اس کے ذکر سے بُغض ہے۔ (فضائل ذکر ص:۱۸)۔

بلکہ بعض لوگوں نے اس معاملہ میں کچھ ایسا رویہ اختیار کیا ہے کہ جس کی وجہ سے عام لوگوں میں تو کیا دینی مدارس کے طلباء و علماء میں بھی یادِ الٰہی کا جذبہ کمزور پڑ جاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ کسی ایسے طالبعلم یا مدرّس کو دیکھتے ہیں جو صوم وصلوۃ کا زیادہ پابند اور کثرت سے نوافل پڑھنے والا ہے یا وہ عمامہ باندھتا ہے تو وہ ایسے طالبعلم و مدرّس کو بطور طعن کے حضرت، شیخ اور صوفی صاحب وغیرہ کے نام سے پکار کر اس کا مذاق اُڑاتے ہیں اور اس طرح وہ ان کے دِلوں میں بھی اور دوسرے طلباء و مدرّسین کے دلوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نبی کریم ﷺ کی سنتوں عمامہ وغیرہ پر عمل کا جذبہ اور اس کی قدر و قیمت کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

البتہ بعض لوگوں کا ذکر جہر اس قدر بے ڈھنگا اور غیر سنجیدہ ہوتا ہے کہ اس سے واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے نام کی بے ادبی اور توہین محسوس ہوتی ہے بلکہ اس سے زیادہ بے ادبی عام مروجہ جلسوں اور رات کے وقت شبینوں کی تلاوت میں ہوا کرتی ہے اور وہ بھی لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعے جن کی وجہ سے لوگوں کی نمازوں میں خلل پڑتا ہے اور سونے والوں کی نیندیں اُڑ جاتی ہیں یقیناً ایسے تمام جلسے جلوسوں اور شبینوں اور مجالس پر نکیر ضروری ہے کیونکہ ان کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف بھی پہنچتی ہے اور ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اور قرآن مجید اور اس کی تلاوت کی

اور دینِ اسلام کی محبت وعظمت عام لوگوں میں کم بلکہ ختم ہوجاتی ہے۔

درخواست

امتِ مسلمہ کے دانشوروں اور علمائے اسلام سے درخواست ہے کہ وہ اس طرح کے بنیادی مرض دور کرنے میں جدوجہد کریں اور آپس کے فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے امّت کو ایمان وتقویٰ کی سیدھی شاہراہ پر متحد کردیں۔ باہمی اختلافات میں راہِ محبت اور اتحاد کا طریقہ کیا ہے اور مسلمانوں کو ایمانی اخلاقی اور قومی عروج کیسے حاصل ہوگا؟ اس کیلئے راقم الحروف کی کتاب ''باہمی اختلافات میں راہِ محبت'' اور ''اسرار العروج'' کو پڑھ لیجئے۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الحقّ حقًا وَارْزُقْنَا اتّبَاعه وَاَرِنَا البَاطِلَ بَاطِلاً
وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم

بندہ مختار الدین
کربوغہ شریف
ربیع الاول، ۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۷ جون ۲۰۰۰ء